(EDITORIAL) اداریہ

یاد و یادگارِ حسینی

یاد وہ نعمت ہے جس کی وسعت کی طرح اہمیت وافادیت کا اندازہ کرنا بھی محال ہے۔ یہ انسان کی پوری زندگی پر اس کے زمان ومکان پر محیط ہے۔ اسی کے سہارے ماضی سے حال اور حال سے مستقبل بنایا جاسکتا ہے اور بنتا ہے۔ اسی سے سارے کاروانِ علم وآگہی کی روانی ہے۔ اسی سے زندگی کی تنظیم ہوتی ہے۔ اگر یاد انسان سے وقتی طور سے بھی رشتہ توڑ لے تو نہ پوچھئے کیا قیامت ہو!!

خود یاد کا قافلہ لامتناہی ہوتا ہے۔ اس میں آنے جانے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس سلسلہ میں گنتی کی یادیں ہی ہوتی ہیں جو تاریخ اور جغرافیائی حدوں کو پار کر جاتی ہیں ان میں ایک تاریخ ساز اور جغرافیہ انداز یاد شہادت حسینی کی ہے۔ ایک دن سے بھی کم کے اس واقعہ نے جتنی جلد اور دیرپا اور جتنے وسیع اور گہرے اثرات مرتب کئے اس کی مثال نہیں ملتی، پھر بھرپور انداز کے یہ اثرات عالم انسانیت پر بلا لحاظ رنگ ونسل، بلا امتیاز مذہب وملت، بلا تفریق قبیلہ وطبقہ ہوئے وہ بھی اپنے میں ایک رہے۔ یہ یاد بنیادی طور سے عزائیہ اور رثائیہ رہی لیکن دوسری عزائیہ یادوں کی طرح وقت اور جگہ میں سمٹ کر نہیں رہی بلکہ وقتاً فوقتاً بین الاقوامی پیمانے پر تازہ ہوتی رہی ہے۔

اس یاد و یادگاری کے حوالہ سے برصغیر ہند کے اپنے امتیازات ہیں۔ ان میں عمارتی یادگاریں بھی ہیں۔ یہ وہ عمارتیں/جگہیں ہیں جو امام مظلوم سید الشہداءؑ کی یاد سے مخصوص کی جاتی ہیں۔ جیسے عاشورخانہ، امامباڑہ، (امامبارگاہ/حسینیہ)، امام چوک، اور کربلا وغیرہ ہیں۔ ہندوستان میں نسبتاً بعد میں ابھرنے والا مرکز عزاداری (یادگاری) لکھنؤ ہوا۔ اس نے اس یاد و یادگاری کی نمایاں تاریخ بنائی۔ 'شعاع عمل' نے لکھنؤ کے امامباڑے اور کربلائیں کا قسط وار سلسلہ گذشتہ شمارے سے شروع کیا اس کی دوسری قسط یہاں پیش ہے۔

م۔ر۔عابد